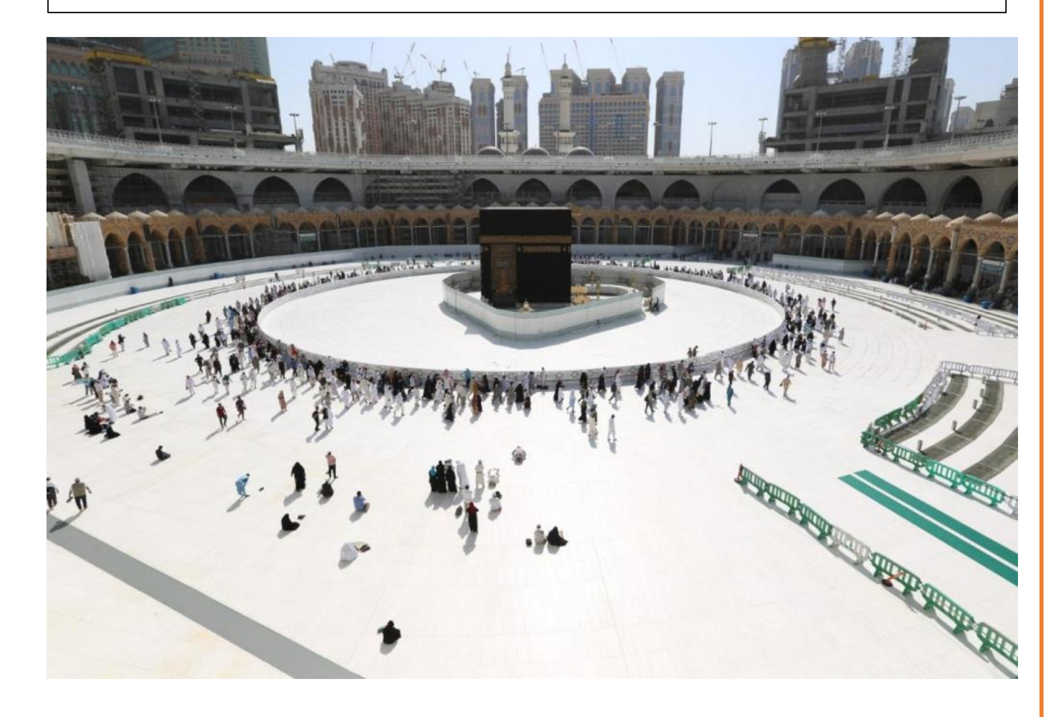
کوروناوائرس اور راستوں کی بندش

حضرت امام مہدی کے ظہور کے ساتھ ان کا تعلق



از

زین العابدین

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

چین سے شروع ہونے والے کوروناوائرس نے دنیا کے تقریبا200 سے ممالک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، وائرس مزید پھیل رہا ہے، اور دنیا کے مختلف خطے اس سے متاثر ہو رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ میں ہمارے لئے ہر حالت کے بارے میں رہنمائی موجود ہے۔ وبائی امراض کے متعلق شریعت کے احکام، بیماریوں سے حفاظت کی دعائیں، بیماروں کی خدمت وعیادت وغیرہ سے متعلق بے شمار ہدایات موجود ہیں۔ کوروناوائرس کا حضرت امام مہدی یا دجال سے پہلے پیش آنے والے حالات کے ساتھ کیا کوئی تعلق موجود ہے؟ اور کسی روایت میں اس جانب کوئی اشارہ پایا جاتا ہے؟ اسی سوال کا جواب ڈھونڈنے کے لئے درج ذیل سطریں تحریر کی گئی ہیں۔

علامہ مقدسی الشافعی السلمیؒ کی کتاب "عقد الدرر" کی ایک روایت ہے کہ:

بين يدي المهدي موت أحمر، و موت أبيض، و جراد في حينه و جراد في غير حينه، كألوان الدم فأما الموت الأحمر فالسيف و أما الموت الأبيض فاطاعون. (عقد الدرر ۱۳۴)

"امام مہدی سے پہلے سُرخ اور سفید موت ہوگی، اور ٹڈیاں ہوں گی، اپنے وقت پر بھی اور بے وقت بھی، خون جیسا رنگ ہوگا، سرخ موت تو تلوار ہے، اور سفید موت طاعون ہے" اسی طرح کی روایت شیعہ مآخذ (الغيبة للنعماني، الغيبة للطوسي) میں بھی ہے۔

2019 میں ٹڈی دَل کا ایک بڑا حملہ ہوا تھا جس سے پاکستان بھی متاثر ہوا تھا، اور سندھ کی فصلوں کو نقصان پہنچا تھا، اقوام متحدہ کے ادارے فوڈ اینڈ ایگریکلچر آرگنائزیشن کے مطابق یہ ٹڈیاں ایتھوپیا، صومالیہ، یمن، سعودی عرب اور پھر عمان سے ہوتی ہوئی ایران میں داخل ہوئیں اور وہاں سے بلوچستان کے ضلع چاغی اور پھر صوبہ سندھ پہنچی ہیں۔ اس ادارے کے مطابق دنیا میں 30 ممالک ٹڈیوں سے متاثر ہیں، اور انہیں تین خطوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان میں ایک مغربی خطہ ہے جس میں افریقی ممالک موریطانیہ، سوڈان، ایتھوپیا اور صومالیہ وغیرہ آتے ہیں، دوسرا وسطی خطہ ہے جس میں مصر، یمن اور سعودی عرب وغیرہ شامل ہیں۔ جبکہ تیسرا مشرقی خطہ ہے جس میں پاکستان، ایران، انڈیا اور افغانستان شامل ہیں۔

طاعون جس کا اس حدیث میں ذکر ہے ایسا وبائی مرض ہے جو چوہوں اور پسّو سے انسان میں منتقل ہو جاتا ہے، جس کی نتیجے میں انسانی جسم کے غدود جو بغل اور گردن میں ہیں سوج جاتے ہیں، ان میں پیپ پڑ جاتی ہے اور وہ پھٹ جاتے ہیں، اور تمام جسم میں یہ زہر سرایت کر جاتا ہے، سنگین بیمار افراد تین سے چھ دن میں انتقال کر جاتے ہیں۔ تاریخ میں اس کی وجہ سے عظیم تباہیاں آئی ہیں، گزشتہ صدی میں برصغیر میں

اس کی وجہ سے ایک کروڑ بیس لاکھ افراد اس کا شکار ہو چکے تھے۔ 1345ء میں ایشیا سے ہونے والی جہاز رانی کی وجہ سے یورپ میں بدترین طاعون کی وبا پھیلی، جس میں بعض شہروں کے 50 سے 70 فیصد افراد ہلاک ہو گئے، اندازہ ہے کہ یورپ میں 5 کروڑ افراد اس وبا سے مر گئے۔ تاریخ میں اس سانحہ کو بلیک ڈیتھ (سیاہ موت) کا نام دیا گیا۔ 1896 میں طاعون کی وبا پھیلی تھی جس میں پندرہ لاکھ لوگ مر گئے تھے۔

اگر طاعون سے مراد طاعون کی مخصوص بیماری ہی ہو تو یہ ممکن ہے کہ مستقبل قریب میں طاعون کی وبا بھی پھیل جائے، لیکن اگر اس روایت میں طاعون سے مراد "وبا" ہو جیسا کہ بعض علما کی رائے ہے تو اس کا مصداق "کورونا وائرس" بن سکتا ہے۔ تادمِ تحریر پوری دنیا میں لاکھوں افراد اس سے متاثر ہوئے ہیں، اور ہزاروں لوگ ہلاک ہو چکے ہیں۔ یورپ و امریکہ میں اس مرض میں اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے جبکہ چین میں کمی دیکھنے میں آرہی ہے۔ لیکن جس طرح خوف کی ایک فضا بن چکی ہے یا بنا دی گئی ہے اس کے اثر سے یہ طاعون سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے، اور حضرت امام مہدی کے ظہور سے پہلے اس کی وجہ سے بہت بڑی تعداد میں ہلاکتیں ہو سکتی ہیں۔

و عن أمير المؤمنين علي بن ابي طالب رضي الله عنه قال: لايخرج المهدي حتى يُقتَل ثُلُث و يموتَ ثلث و يبقى ثلث. (أخرجه الإمام ابو عمرو عثمان بن سعيد المقرئ في سننه و رواه الحافظ ابو عبد الله نعيم بن حماد في كتاب "الفتن")

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام مہدی کا اس وقت تک ظہور نہیں ہو گا یہاں تک تہائی لوگ قتل ہو جائیں گے، تہائی لوگ مر جائیں گے اور تہائی لوگ زندہ باقی رہ جائیں گے"

تہائی انسانیت کا قتل اُن جنگوں کی وجہ سے ہو رہا ہے جن کا ہم مشاہدہ کر رہے ہیں، جن سے بازار بچے ہیں نہ عبادت گاہیں، کھیل کے میدان محفوظ ہیں نہ آبادیاں۔ بمباریاں اور جدید قسم کے اسلحے کا تجربہ انسانیت کے خلاف وہ لوگ کر رہے ہیں جنہوں نے اپنے چہروں پر انسان دوستی اور رحم دلی کا نقاب چڑھایا ہوا ہے۔ قتل کے اس عمل میں باہمی اختلافات کی بنیاد پر وہ قتل و قتال بھی شامل ہے جسے حدیث میں "ہرج" کہا گیا ہے۔ کیا بچے کیا عورتیں، کیا بیمار اور کیا بوڑھے کسی کو نہیں بخشا جارہا ہے۔ اللہ جانے کس حد تک یہ سلسلہ پہنچے گا؟

دوسری جانب تہائی انسانیت کی موت کی بھی خبر دی گئی ہے۔ اس کی خبر دوسری روایت میں بھی موجود ہے کہ اس امت میں قیامت سے پہلے بہت زیادہ اموات ہوں گی، حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ:

أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ، فَقَالَ: «اعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ: مَوْتِي، ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، ثُمَّ مُوتَانٌ يَأْخُذُ فِيكُمْ كَقُعَاصِ الْغَنَمِ، ثُمَّ اسْتِفَاضَةُ الْمَالِ حَتَّى يُعْطَى

الرَّجُلُ مِئَةَ دِينَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا، ثُمَّ فِتْنَةٌ لَا يَبْقَى بَيْتٌ مِنَ الْعَرَبِ إِلَّا دَخَلَتْهُ، ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُونُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْأَصْفَرِ فَيَغْدِرُونَ، فَيَأْتُونَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِينَ غَايَةً، تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا (بخاري)

میں غزوۂ تبوک کے دوران نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ چمڑے کے ایک خیمے میں تشریف فرما تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے چھ چیزیں گن لو، میری موت، پھر فتح بیت المقدس، پھر اموات جو تمہیں ایسی پکڑیں گی جیسے بکریوں کو سینے کی بیماری پکڑتی ہے۔ پھر مال کی فراوانی اتنی ہوگی کہ ایک شخص کو سو دینار دیۓ جائیں گے تو وہ پھر بھی ناراض ہو گا۔ پھر ایسا فتنہ کہ عؔرب کا کوئی گھر ایسا نہیں رہے گا جس میں وہ داخل نہ ہو۔ پھر تمہارے اور رومیوں کے بیچ صلح ہو گی تو وہ غداری کریں گے، اور تمہارے خلاف 80 جھنڈوں تلے آئیں گے، ہر جھنڈے کے تحت 12 ہزار کا لشکر ہو گا۔(بخاری)

آپ ﷺ کی وفات کا سانحہ قیامت کی سب سے اوّلین نشانی تھا، دوسرے نمبر پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیت المقدس فتح ہوا۔ تیسری نشانی یہ بتائی گئی کہ بہت زیادہ اموات ہوں گی، ان اموات کے بارے میں یہ کہا گیا کہ یہ ایسی ہوں گی جیسے بکریوں کی سانس کی بیماری ہوتی ہے، جو انہیں سانس لینے کی بھی مہلت نہیں دیتی، اگرچہ بعض شارحینِ حدیث نے اس کا مصداق اٹھارہویں ہجری میں شام میں پھیلنے والے طاعون "عمواس" کو قرار دیا ہے، لیکن بہ ظاہر اس کا مصداق آخری زمانے میں پھیلنے والی بیماریاں ہو سکتی ہیں، جیسا کہ کرونا وائرس کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ اس سے پھیپھڑے اور نظامِ تنفس متاثر ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ اس سے موت واقع ہو جاتی ہے، اگرچہ اس بیماری سے مرنے کی شرح 2 یا 3 فیصد ہے، یعنی 98 فیصد امکان صحت مند ہونے کا ہے، اس کے باوجود متعدد ممالک میں کرونا وائرس کی وجہ سے ہزاروں زیادہ اموات ہو چکی ہیں۔ اور اللہ جانے مزید کتنی ہوں گی۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے، آمین۔

حضرت امام مہدی کی بیعت چونکہ بیت اللہ کے پاس حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان ہو گی، یعنی خلافت کا قیام مکہ میں ہو گا، اس لئے مکہ بلکہ پورا خطۂ حجاز بہت اہمیت کا حامل ہے، اور یہاں بیعت سے پہلے اور بیعت کے بعد متعدد عظیم الشان واقعات رونما ہوں گے۔ اس وقت حجاز پر خاندان آلِ سعود کا قبضہ ہے، جو بہ ظاہر بہت مستحکم ہے، اس کے ہوتے ہوئے حضرت امام مہدی کا ظہور اور آپ کی بیعت ناممکن لگتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ جب کسی امر کا ارادہ فرماتا ہے تو اُس کے لئے اسباب بھی مہیا کر دیتا ہے، مستحکم سمجھے جانے والے برج بھی اندرونی دراڑوں کی وجہ سے توڑ پھوڑ کا شکار ہو کر ٹوٹ جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں خود اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کو "مولیٰ" بنانے والوں کی مثال یوں بیان فرمائی ہے کہ ایسے لوگ مکڑی کے بنائے گئے جالے کی طرح کمزور ہیں، اس لئے حضرت امام مہدی سے پہلے یہ خطہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گا، تاکہ اس کے ملبے پر خلافت کی بنیاد تعمیر ہو۔

آل سعود کے جرائم یہ ہیں کہ انہوں نے برطانیہ، امریکہ اور انڈیا سے لے کر مصری آمر جنرل عبد الفتاح سیسی تک ہر اسلام دشمن کی مدد کی ہے، تیل کی آمدن ہو یا مسلمانوں کے حج و عمرے سے ملنے والی آمدن آل سعود نے اپنے مفاد کے لئے اُسے اسلام دشمنوں کے قدموں میں ڈھیر کرنے میں دیر نہیں لگائی ہے۔ آل سعود کی تاریخ کسی دوسرے موقع پر، سردست کورونا وائرس سے پیدا شدہ صورت حال اور آل سعود کے باہمی اختلافات کے متعلق روایات کا تعلق و تذکرہ مقصود ہے۔

حضرت امام مہدی کی بیعت سے پہلے تجارت اور راستوں کی بندش کا ذکر ملتا ہے، اور اسی دوران علما کا انہیں تلاش کرنے اور بیعت پر مجبور کرنے کا بھی ذکر ہے، پہلے وہ روایت پڑھ لیجئے:

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: إذا انقطعت التجارات والطرق و كثرت الفتن، خرج سبعة رجال علماء من أُفُق شتى على غير ميعاد، يبايعُ لكل رجل منهم ثلاثمائة و بضعة عشر رجلا، حتى يجتمعوا بمكة، فيلتقي السبعة فيقول بعضهم لبعض: ماجاء بكم؟ فيقول جئنا في طلب هذا الرجل الذي ينبغي أن تهدَأَ على يديه هذه الفتن، و يفتح الله له القسطنطينية، قد عرفناه باسمه و اسم أبيه و أمه و حليته، فيتفق السبعة على ذلك فيطلبونه بمكة فيقولون له: أنت فلان بن فلان؟ فيقول لا، بل أنا رجل من الأنصار، حتى يُفلِتَ منهم، فيصفونه لأهل الخِبرة و المعرفة به، فيقال هو صاحبكم الذي تطلبونه، و قد لحق بالمدينة، فيطلبونه بالمدينة، فيخالفهم إلى مكة، فيطلبونه بمكة فيصيبونه فيقولون: أنت فلان ابن فلان، و أمك فلانة بنت فلان، و فيك آية كذا و كذا، و قد أفلت منا مرة فمُدَّ يدَكَ نُبايعك. فيقول: لستُ بصاحبكم، أنا فلان بن فلان الأنصاري، مرُّوا بنا أدلكم على صاحبكم، فيُفلِتُ منهم فيطلبونه بالمدينة فيُخالفهم إلى مكة فيُصيبونهم بمكة عند الركن فيقولون: إثمنا عليك و دمائنا في عنقك إن لم تمُدّ يدَكَ نبايعك، هذا عسكر السفياني قد توجَّهَ في طلبنا، عليهم رجل من جرم، فيجلس بين الركن والمقام، فيمد يدَه فيُبايَع له، و يُلقي الله محبتَه في صدور الناس، فيسير مع قوم أُسْدٍ بالنهار و رهبان بالليل. (كتاب الفتن لنعيم بن حماد)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب تجارتیں اور راستے بند ہو جائیں گے اور فتنے بڑھ جائیں گے، تب مختلف علاقوں کے سات علما پہلے سے کسی طے شدہ وقت کے بغیر نکلیں گے، ان سات میں سے ہر ایک کے ہاتھ پر تین سو تیرہ لوگوں نے بیعت کر رکھی ہو گی، یہ علما مکہ میں اکٹھے ہوں گے، ملاقات میں ایک دوسرے سے آنے کا سبب پوچھیں گے، تو ہر ایک یہی کہے گا کہ ہم اس شخصیت کی تلاش میں ہیں جن کے ہاتھوں فتنوں کے خاتمے کی امید ہے، اور جن کے ذریعے اللہ قسطنطینیہ فتح کروادے گا۔ ہمیں

ان کا نام اُن کے والد اور والدہ کا نام یہاں تک کہ ان کا حلیہ بھی معلوم ہے۔ چنانچہ یہ ساتوں علما آپس میں اس پر متفق ہو جائیں گے اور انہیں مکہ میں تلاش کریں گے، یہاں تک کہ انہیں ڈھونڈ کر کہیں گے: کیا آپ فلاں بن فلاں نہیں ہیں؟ وہ کہیں گے: نہیں میں تو فلاں انصاری ہوں، یہ کہہ کر وہ ان کے ہاتھوں سے نکل جائیں گے۔ یہ علما امام مہدی کے متعلق تجربہ اور واقفیت رکھنے والوں سے اُن کے احوال بیان کریں گے، تو وہ بھی انہیں کہیں گے: یہی ہیں وہ جن کی تمہیں تلاش ہے، ادھر امام مہدی مدینہ پہنچ چکے ہوں گے۔ یہ علما مدینہ جا کر انہیں ڈھونڈیں گے تو وہ مکہ آجائیں گے، یہ بھی ان کے پیچھے مکہ آجائیں گے اور انہیں جالیں گے اور کہیں گے: آپ فلان ابن فلان ہیں، آپ کی والدہ فلانہ بنت فلان ہیں، اور آپ میں مہدی ہونے کی فلاں فلاں نشانی موجود ہے، اور آپ ایک مرتبہ ہمارے ہاتھوں سے چھوٹ گئے، اب تو آپ ہاتھ بڑھائیں تا کہ ہم آپ کی بیعت کر لیں۔ وہ کہیں گے: میں آپ کا وہ ساتھی نہیں ہوں جنہیں آپ ڈھونڈ رہے ہیں، میں تو فلان بن فلان انصاری ہوں۔ چلو میں تمہیں تمہارے ساتھی کا بتاتا ہوں۔ وہ ان سے چھٹکارا پا کر نکل جائیں گے، یہ علما بھی مدینہ جا کر انہیں ڈھونڈیں گے۔ جبکہ امام ان کو چھوڑ کر مکہ آجائیں گے۔ وہ بھی ان کے پیچھے آئیں گے یہاں تک کہ انہیں مکہ میں حجر اسود کے پاس آلیں گے، اور کہیں گے: ہمارا گناہ آپ کے ذمے ہو گا اور ہمارا خون آپ کی گردن پر ہو گا اگر آپ نے بیعت کے لئے ہاتھ نہ بڑھایا، یہ سفیانی کا لشکر ہماری تلاش میں ہے جن کا سربراہ قبیلہ "جرم" کا ہے۔ چنانچہ امام حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان بیٹھ جائیں گے، اپنا ہاتھ بیعت کے لئے آگے بڑھائیں گے، اللہ آپ کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دے گا۔ چنانچہ آپ ایسی قوم کے ساتھ نکلیں گے جو دن کو شیر ہوں گے اور رات کو راہب عبادت گزار۔

موجودہ صورت حال یہ ہے کہ کرونا وائرس کی وجہ سے دنیا کے متعدد ممالک لاک ڈاؤن کر چکے ہیں، سکول، کالج، یونیورسٹیاں، کلب، مارکیٹیں، پارک اور شاہراہیں تک بند ہو چکی ہیں، بیت اللہ کا طواف بہت محدود ہو چکا ہے، عمرہ زائرین پر پابندی ہے، حرم پاک خالی خالی لگ رہا ہے۔ جبکہ یہ وبا مزید پھیل رہی ہے۔ اب ایک نظر مندرجہ بالا حدیث پر دوبارہ ڈالیں، اور اس کا پہلا جملہ پڑھیں، عجیب انداز میں حالات کی منظر کشی کی گئی ہے، تجارتیں بھی بند اور شاہراہیں بھی بند ہیں۔ وہ روڈ جو 24 گھنٹے کبھی خالی نہیں ہوتے تھے آج وہاں ہُو کا عالم ہے۔ کیا ایسی حالت میں ہی سات علما حضرت امام کو ڈھونڈنے نکلیں گے؟

گزارش یہ ہے کہ احادیث نبوی عموما اور بالخصوص آخری زمانے کے متعلق روایات ایک وسیع منظر کا ایک ٹکڑا ہوتی ہیں، مختلف روایات و آثار کو ملا کر ہی ایک منظر بنتا ہے، اس لئے کسی ایک روایت کی بنیاد پر کوئی فیصلہ کرنا درست طرزِ عمل نہیں ہے، بلکہ احادیث کے وسیع ذخیرے کو سامنے رکھ کر ایک مجموعی صورت اپنانا اور پھر اس کی تطبیق کرنا بہترین طریقہ ہے۔ حضرت امام مہدی کے ظہور سے پہلے حالات مزید کیا رخ اختیار کر سکتے ہیں؟ اس کے لئے مزید چند ایک روایات پڑھ کر تجزیہ کرتے ہیں۔

عن ثوبان رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: يَقتَتِل عند كنزكم ـ و في رواية (عند داركم هذا) ـ ثلاثة كلهم بن خليفة ثم لايصير إلى واحد منهم ـ وفي رواية: (لايصير الملك إلى واحد منهم) ـ ثم تجيئ الرايات السود من قبل المشرق فيقتُلونهم قتالا لم يقتله قوم، ثم يجيئ خليفة الله المهدي فإذا سمعتم به فأتُوه فبايِعوه فإنه خليفة الله المهدي. (أخرجه الحافظ أبونعيم في صفة المهدي هكذا، و أخرجه الإمامان أبوعبد الله ابن ماجه و أبوعمرو الداني في سننهما بمعناه)

"حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے خزانے کے پاس (یا ایک روایت کے مطابق تمہارے اس گھر کے پاس) تین شخصیات میں لڑائی ہوگی، تینوں خلیفہ (بادشاہ) کے بیٹے ہوں گے۔ پھر حکومت ان میں سے کسی کو نہیں ملے گی کہ اس دوران مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے آئیں گے اور وہ جھنڈوں والے ان کا ایسا قتل عام کریں گے جیسا کہ کسی نے نہیں کیا ہوگا۔ اس کے بعد اللہ کے خلیفہ "مہدی" آئیں گے، تو جب تم اُن کے بارے میں سنو تو ان کے پاس جاؤ اور ان کی بیعت کرو کیونکہ وہ اللہ کے خلیفہ مہدی (ہدایت یافتہ) ہیں۔"

اس روایت میں حضرت امام مہدی سے پہلے دو واقعات کی خبر دی گئی ہے:

(۱): یہ کہ عرب کے کسی بادشاہ کا انتقال ہو جائے گا تو اُس کے بیٹوں میں اقتدار کی جنگ شروع ہو جائے گی، اور اس جنگ کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔ روایت میں اگرچہ خلیفہ کا لفظ ہے لیکن راجح یہی ہے کہ حکمران مراد ہے، کیونکہ حضرت امام مہدی ہی وہ شخصیت ہیں جو خلافت قائم کریں گے، اس سے پہلے دنیا ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی، آپ آکر اُسے عدل سے بھر دیں گے۔ خلافت کا قیام اگر آپ سے پہلے ہی ہو چکا ہو تو امام مہدی کی ضرورت ہی کیونکر ہوگی؟

(۲): دوم یہ کہ اس دوران سیاہ جھنڈے نکل آئیں گے جو اس علاقے کے لوگوں کو ایسا قتل کریں گے جیسا پہلے کسی نے نہیں کیا ہوگا۔

یہ وفات پا جانے والے حاکم کا تعلق کس ملک یا علاقے سے ہوگا؟ دوسری روایات کی روشنی میں یہ بات تقریبا متعین ہو جاتی ہے کہ اس حاکم کا تعلق حجاز سے ہوگا، جس کی تطبیق موجودہ "سعودی حکومت" پر ممکن ہے۔ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ حضرت امام مہدی کا ظہور و بیعت مکہ میں ہوگی، بیعت سے پہلے آپ کی موجودگی مکہ و مدینہ یا طائف میں ہوگی، اس لئے سب سے پہلے آپ کا واسطہ حجاز کے حکام (یعنی سعودی حکومت) سے ہوگا، جنہیں اقتدار چھن جانے کا خوف ہوگا اس لئے وہ حضرت الامام کے جانی دشمن ہوں گے، دوسری وجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اس روایت میں خطاب صحابہ کرام سے کیا اور یہ فرمایا عند داركم هذا "اس گھر" یعنی اقتدار کی یہ جنگ بیت اللہ کے آس پاس ہوگی، نیز یہ بات بھی قرینِ قیاس ہے کہ کسی بھی دوسرے ملک کی بہ نسبت سعودیہ ہی وہ ملک ہو سکتا ہے جہاں کے حالات کی خرابی حضرت الامام کے ظہور کا راستہ ہموار کرے، قیادت کا خلا پیدا ہو جائے اور یوں امت کو اللہ تعالیٰ امام مہدی کی قیادت سے نوازے۔

آل سعود جن کو اہل سنہ کی روایات میں "بنو العباس" کہا گیا ہے، جو بہ ظاہر راوی حدیث کی جانب سے ادراج ہے، (یعنی راوی نے اپنے فہم کے مطابق یہ لفظ حدیث میں شامل کیا ہے) جس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ انہوں نے بنو امیہ کا دورِ حکومت "الملك العاض" گمان کیا، بنو العباس کے دورِ حکومت کو "الملک الجبري" سمجھا، جس کے بعد منہجِ نبوی پر خلافت کے قیام کی نوید حدیث میں سنائی گئی ہے۔ جبکہ شیعہ روایات میں انہیں "بنو فلان" کہا گیا ہے۔ بنو العباس کو گزرے سینکڑوں سال گزر چکے ہیں، ان کے بعد عثمانی خلافت کے خاتمے کو بھی صدی پوری ہونے والی ہے، اور امت مسلمہ ظلم و جبر کے کٹھن دور سے گزر رہی ہے۔ آگے انتظار ایسے قائد کا ہے جو امت کی ڈوبتی کشتی ظلم کے بھنور سے نکال دے۔

باقر مجلسی کی "بحار الانوار" کی روایت کے مطابق حضرت امام جعفر الصادق رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ: جو شخص مجھے "عبد اللہ" کی موت کی ضمانت دے میں اسے القائم یعنی خلافت قائم کرنے والے امام مہدی کے ظہور کی ضمانت دوں گا، پھر فرمایا: جب عبد اللہ کا انتقال ہو جائے گا تو اُس کے بعد لوگ کسی بھی حاکم پر اکٹھے نہیں ہوں گے، اور اس معاملے کا اختتام ان شاء اللہ حضرت الامام پر ہی ہو گا، سالوں حکومت کرنے والے چلے جائیں گے اور مہینوں اور دنوں والے حاکم آجائیں گے، میں نے کہا یہ دور لمبا ہو گا؟ آپ نے فرمایا: ہر گز نہیں"

شاہ عبد اللہ کے دور تک سعودی حکومت کافی مضبوط تھی، اور شاہی خاندان میں اختلافات بھی نہیں تھے، لیکن جب اس کا انتقال ہوا تو اختلافات کا آغاز ہوا، پھر جب شاہ سلمان نے محمد بن نائف کو ولی عہد کے منصب سے معزول کر کے اپنے بیٹے محمد بن سلمان کو ولی عہد نامزد کیا تو یہ اختلافات ابھر کر سامنے آگئے، میڈیا پر سخت قسم کی پابندی کے باوجود شاہی خاندان کی محلاتی سازشوں اور لڑائی جھگڑوں کی خبریں آتی رہتی ہیں، تازہ واقعہ مارچ 2020 کے شروع میں ہوا، جب اندرونی بغاوت کی خبریں میڈیا کے ذریعے باہر آئیں، اور شاہ عبد اللہ کے بیٹے "متعب بن عبد اللہ" اور محمد بن نائف وغیرہ کو گرفتار کیا گیا، محمد بن سلمان کے بارے میں بھی اطلاعات یہی ہیں کہ وہ زخمی ہے۔ ایسی صورت حال میں اگر شاہ سلمان کا انتقال ہو جاتا ہے تو شاہی خاندان کی تین شخصیات میں اختلافات لڑائی کی صورت اختیار کر سکتے ہیں، اور یوں یہ مذکورہ حدیث کا مصداق بن سکتا ہے۔

لڑائی کا آغاز شاہ سلمان ہی سے کیوں؟ نُعیم بن حمادؒ کی "الفتن" کی روایت ہے جو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ:

> "جب ایک خاندان کے پانچویں بادشاہ کا انتقال ہو جائے گا تو قتل و قتال ہو گا، ساتویں کا انتقال ہو جائے گا تو بھی یہی حالت ہو گی، اس کے بعد امام مہدی کا قیام ہو گا"

مملکت عربیہ سعودیہ کا قیام عبد العزیز بن عبد الرحمن آل سعود کے ہاتھوں ہوا، اس سلسلے کے پانچویں شاہ "شاہ فہد" تھے، جن کا انتقال ایک طویل علالت کے بعد 2005 میں ہوا، جس کے بعد شاہ عبد اللہ سعودی حکومت کے نئے شاہ بنے، اور جن کے دور میں "ہرج" کا فتنہ پھیل گیا، شاہ عبد اللہ کا انتقال جنوری 2005 میں ہوا، جس کے بعد ساتویں بادشاہ کے طور پر "شاہ سلمان" آ گئے، اور بہ ظاہر شاہ سلمان کی موت کے بعد شاہی خاندان کے اندرونی اختلافات کھل کر سامنے آ جائیں گے، اور لڑائی کی صورت اختیار کر لیں گے۔ واللہ اعلم

عن ابن مسعود رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: السابعُ من بني العباس يدعو الناسَ إلى الكفر فلايُجيبونَه، فيقولُ له أهل بيته: تريد أن تُخرِجَنَا من معايِشِنا؟ فيقول: إني أسير فيكم بسيرة أبي بكر و عمر رضي الله عنهما، فيأبَونَ عليه، فيقتُلُه عُدُولُه من أهل بيته من بني هاشم، فإذا وثب عليه اختَلَفوا فيما بينهم

(الفتن لنعيم بن حماد)

"حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: بنو عباس (آل سعود) کا ساتواں حاکم لوگوں کو کفر کی طرف دعوت دے گا، لیکن لوگ اُس کی دعوت قبول نہیں کریں گے، اس کے گھر والے اسے کہیں گے: تم چاہتے ہو کہ ہماری معیشت تباہ کر دو، وہ کہے گا: میں تمہیں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے نقشِ قدم پر چلانا چاہتا ہوں، لیکن وہ لوگ اس کی اس بات کا انکار کریں گے۔ اُس کو اس کے خاندان کا کوئی شخص یا (دشمن) قتل کر دے گا، اور جب وہ غالب آ جائے گا تو یہ آپس میں اختلاف کریں گے۔"

قطع نظر اس سے کہ اس روایت میں بنو عباس یا بنو ہاشم کے الفاظ ہیں جو راوی کی طرف سے اضافہ معلوم ہوتا ہے، یہ بات عجیب ہے کہ اس ساتویں حکمران کے فیصلے کفریہ ہوں گے، جیسا کہ بن سلمان (عملاً حکمرانی اس کی ہے) نے حرمین جیسے مقدس ترین مقامات کو کفر اور شرک کی گندگی سے آلودہ کر رکھا ہے، ملک میں آزادی کے نام پر فحاشی اور بے دینی کی ترویج، جدہ میں بتوں کی تنصیب، اسرائیلی یہودیوں کے ساتھ تعلقات، اپنے ملک کے اہلِ حق علماء پر زمین کو تنگ کر دینا وغیرہ ایسے فیصلے ہیں جو کسی بھی مسلمان حاکم کے لئے حرام ہیں چہ جائیکہ زمین پر مقدس مقام میں ایسے کام کئے جائیں۔ اس کے خاندان والے بھی خود اس کے طرزِ حکمرانی کے خلاف ہوں گے، اور جب وہ شکایت کریں گے تو یہ دجل و فریب سے کام لے کر حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت پر چلنے کا دعویٰ کرے گا، شاہ سلمان ایک کمزور حاکم ہے، 80 سال سے اس کی عمر اوپر ہو چکی ہے، جس کا فائدہ ولی عہد بن سلمان خوب اٹھا رہا ہے، لیکن خیر کی بجائے شر پھیلا رہا ہے، اور اسی لئے امریکہ، اسرائیل اور ہر طاغوتی طاقت سے مدد لے کر اپنی کرسی مضبوط کرنا چاہتا ہے، لیکن!

ہر جابرِ وقت سمجھتا ہے محکم ہے مری تدبیر بہت
پھر وقت اسے بتلاتا ہے تھی کند تری شمشیر بہت

ہر ظالم و جابر کے خاتمے کا دن متعین ہے، اور امت کے اس آخری دور میں اللہ نے کئی جابر حکمرانوں کی لگامیں کھینچ کر اپنی قدرت بتلا دی ہے، جبر کا نظام اپنی آخری سانسیں لے رہا ہے، نبوی منہج کے مطابق خلافت کا قیام حرمین سے ہی ہونا ہے، ہمیں اللہ کی رحمت سے بھرپور امید ہے کہ وہ بندوں کو ان کی طاقت سے زیادہ نہیں آزمائے گا، اور دین اسلام کا غلبہ دکھا کر اپنی حجت پوری کرے گا۔ ان شاء اللہ

آل سعود کے ظلم کا ایک اور مظاہرہ جو کورونا وائرس کے بہانے انہیں میسر آیا ہے مسجد حرام اور مسجد نبوی کا بند کرنا اور عمرے پر پابندی لگانا بھی ہے، یوں یہ اللہ کے مقدس گھر سے منع کرنے کا ذریعہ بن چکے ہیں۔

ہر گھر کی عظمت اُس کے مالک کی نسبت سے جانی جاتی ہے۔ ہر مسجد اللہ کا گھر ہے، بالخصوص مسجد حرام جسے "البیت" اور "بیت اللہ" کہا گیا ہے، اس کی خصوصی نسبت اللہ ذوالجلال کی ذات کے ساتھ ہے۔ اس کی تعمیر سے بھی پہلے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام یہاں تشریف لائے تو آپ علیہ السلام نے دعا مانگی:

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّ اجْنُبْنِيْ وَ بَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ﴾ "اور یاد کرو وہ وقت جب ابراہیم نے (اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے) کہا تھا کہ: یاربّ! اس شہر کو پر امن بنا دیجئے، اور مجھے اور میرے بیٹوں کو اس بات سے بچایئے کہ ہم بتوں کی پرستش کریں" (سورت ابراہیم ۳۵)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی عبادت، بتوں کی پرستش سے پہلے اس علاقے کے امن کا سوال کیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور اسے امن والا شہر بنا دیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا﴾ "جو اس میں داخل ہو جاتا ہے امن پا جاتا ہے" (سورت آل عمران ۹۷) امن و اطمینان وہ نعمت ہے جو اللہ نے اپنی عبادت کرنے والوں کو مہیا فرما دی، اور عبادت ہی انسان و جنات کی پیدائش کا عظیم مقصد بتایا گیا ہے۔ اس لئے وہ شہر جسے اللہ کے گھر کے ساتھ خصوصی نسبت حاصل ہے (یعنی مکہ) اللہ تعالیٰ نے اس کے مامون و محفوظ اور ہر قسم کی گندگی سے (وبائی امراض سمیت) پاک رکھنے کا حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرٰهِمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَا إِلٰى إِبْرٰهِمَ وَ إِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِيْنَ وَ الْعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ﴾ "اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لئے ایسی جگہ بنایا جس کی طرف وہ لوٹ لوٹ کر جائیں اور جو سراپا امن ہو۔ اور تم مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالو۔ اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو یہ تاکید کی کہ: تم دونوں میرے گھر کو اُن لوگوں کے لئے پاک کرو جو (یہاں) طواف کریں اور اعتکاف میں بیٹھیں، اور رکوع اور سجدہ بجالائیں۔" (سورت بقرہ ۱۲۵)

بیت اللہ کو محفوظ ومامون رکھنا، نمازیوں، حج وعمرہ کرنے والوں کی سہولت کے لئے اسے پاک وصاف رکھنا ہر اس شخص کی ذمہ داری ہے جسے اللہ یہاں کی تولیت وحکومت عطا کرے، کیونکہ یہ عبادت کا مرکز ہے اور عبادت کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے اسے امن والا شہر امن بنایا ہے۔ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ظلم یہی ہے کہ اللہ کی مسجدوں کو خصوصا بیت اللہ سے لوگوں کو روکا جائے۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ نے صلح حدیبیہ سے پہلے صحابہ کرام کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھا اور مکہ کے مشرکین نے آپ ﷺ کو روکنا چاہا تو اللہ نے آیت نازل فرمائی:

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ "اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہو گا جو اللہ کی مسجدوں پر اس بات کی بندش لگادے کہ ان میں اللہ کا نام لیا جائے، اور ان کو ویران کرنے کی کوشش کرے۔ ایسے لوگوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان (مسجدوں) میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے۔ ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور انہی کو آخرت میں زبردست عذاب ہو گا"(البقرہ ۱۱۴)

امام ابن جریر طبریؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ: ان لوگوں کی دنیا کی رسوائی یہ ہو گی کہ جب امام مہدی خلافت قائم فرمائیں گے، قسطنطینیہ کو فتح کریں گے تو انہیں قتل کریں گے، قید کریں گے اور غلام بنائیں گے، یہی ان کی رسوائی ہے۔ امام قرطبیؒ نے بھی سدیؒ اور قتادہؒ سے یہ نقل کیا ہے کہ: ان کی دنیا کی رسوائی یہ ہے کہ جب امام مہدی آئیں گے اور عموریہ، رومیہ اور قسطنطینیہ فتح کریں گے۔

اللہ کی کسی مسجد کو بھی ذکر اللہ اور نماز سے بند کرنا جائز نہیں ہے، دجالی نظام نے ہر مذہب وملت کے عبادت خانوں کو سیل کرا دیا، مدارس ومساجد پر پابندیاں لگادی گئیں، یہاں تک کہ مسجدِ نبوی کو بھی بند کر دیا گیا، مسجد اقصی میں بھی نماز باجماعت پر پابندی لگادی گئی، بیت اللہ میں عمرہ پر پابندی لگادی گئی، طواف نہایت ہی محدود کر دیا گیا، اور وہ جگہ جہاں کبھی لاکھوں بندگانِ خدا کعبہ کے گرد طواف کرتے تھے آج وہاں گنتی کے چند افراد ہوتے ہیں، ایسا افسوسناک منظر شاید ہی کسی نے دیکھا ہو۔

یہ عذاب وبلائیں بلا سبب نہیں ہیں، ظاہری اسباب بھی موجود ہیں، اور باطنی اسباب بھی وجہ بن رہے ہیں۔ فحاشی وعریانی کا گناہ ہونا بھی انسانوں کے ذہن سے نکل چکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

لَمْ تظهر الفاحشة فِي قَوْمٍ قَطُّ حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا إِلا فَشَا فِيهِمْ الطَّاعُونُ وَالأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلافِهِمْ الَّذِينَ مَضَوْا(رواه ابن ماجه (4019)، وأبو نعيم في الحلية ،والحاكم في المستدرك على الصحيحين (540 / 4)

"کسی بھی قوم میں جب بے حیائی پھیل جائے یہاں تک کہ علانیہ یہ گناہ ہونے لگے تو ایسی قوم میں ضرور طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جائیں گی جو گزرے لوگوں میں نہیں ہوں گی"

زمین پر اللہ کی بغاوت کھلے عام ہو رہی ہے، انسانیت سرکشی اور ظلم میں انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ اس پر اقوامِ عالم بجائے مظلوم کے ساتھ کھڑا ہونے ظالم کے ساتھ کھڑی ہیں، اپنی آنکھوں کے سامنے ظلم ہوتا دیکھ کر بھی خاموش ہیں۔ ایسے موقعوں پر پچھلی امتوں پر اللہ کا شدید عذاب آیا کرتا تھا، اس امت کو اللہ نے نبی ﷺ کی دعا کی برکت سے ایسے عذاب سے محفوظ کر رکھا ہے، البتہ آپس کا اختلاف اور وبائی امراض ایسے عذاب آسکتے ہیں۔ یہ اس بات کی نشانی ہے کہ اللہ کا کوئی چہیتا نہیں ہے، اللہ کا پسندیدہ صرف وہ ہے جو مومن اور متقی ہو۔ البتہ جب عمومی عذاب آتا ہے تو بدکاروں کے ساتھ نیکوکار بھی اس کا شکار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً ۚ﴾ "اور ڈرو اس وبال سے جو تم میں سے صرف اُن لوگوں پر نہیں پڑے گا جنہوں نے ظلم کیا ہو گا" یعنی ظالموں کے ساتھ بے گناہ بھی اس کا شکار ہو جائیں گے۔ بیماری اور وبا کے ساتھ اللہ کے عذاب کی ایک شکل بھی ہے کہ مسجدیں، عبادت گاہیں تک ایسے خیر کے مراکز بند ہو چکے ہیں۔ ایسی جگہوں سے بھی ہم محروم ہو چکے ہیں جہاں ماتھا ٹیک کر اپنے ربّ کو راضی کر سکتے تھے۔

انسانیت کی خدا کے خلاف بغاوت نے دجال کو اپنی سازشیں پھیلانے کا موقع فراہم کیا۔ اور اس نے انسانیت میں وہ بیماری پھیلائی جس میں دجال کسی وقت خود مبتلا ہو گیا تھا۔

متعدد علما کی تحقیق یہ ہے کہ دجال ایم معمر ترین انسان ہے، اس کی عمر ہزاروں سال ہے، کیونکہ حدیث میں ہے کہ: إني لأنذركموه، وما من نبي إلا أنذره قومه، لقد أنذر نوح قومه، ولكني أقول لكم فيه قولا لم يقله نبي لقومه، تعلمون أنه أعور، وأن الله ليس بأعور (بخاري) "میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں، اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا ہے مگر اس نے اپنی امت کو اس دجال سے ڈرایا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت نوح (علیہ السلام) نے بھی اپنی امت کو اس سے ڈرایا ہے۔ لیکن اس کے بارے میں میں تمہیں ایسی بات کہتا ہوں جو کسی نبی نے نہیں کہی ہے۔ تم جانتے ہو کہ وہ کانا ہے، اور اللہ کانا نہیں ہے"

ہر نبی کا اپنی امت کو دجال سے ڈرانا اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ فتنہ پرور انسان ہر نبی کے زمانے میں موجود تھا، ورنہ یہ "انذار" بے فائدہ ہو گا، اس نے ہمیشہ انسانوں کے بیچ فساد پھیلایا ہے۔ یہاں تک کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے ربّ سے کلام کے لئے "کوہِ طور" تشریف لے گئے اور پیچھے سامری نے بنی اسرائیل کو بچھڑے کی عبادت میں لگا کر شرک میں مبتلا کر دی، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس

تشریف لائے تو اپنی قوم کی اس حرکت پر سخت غصے میں آ گئے، یہاں تک کہ اللہ کے حکم سے شرک کرنے والوں کو قتل کرانے کا حکم دیا لیکن سامری کو کچھ نہیں کہا، کیونکہ اس نے زندہ رہنا تھا اور اس کا انجام اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں لکھا تھا۔ بلکہ اُسے یوں فرمایا: ﴿قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ أَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۖ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ﴾(طه ۹۷) "موسیٰ نے کہا: اچھا تو جا، اب زندگی بھر تیرا کام یہ ہو گا کہ تو لوگوں سے یہ کہا کرے گا کہ مجھے نہ چھونا۔ اور (اس کے علاوہ) تیرے لئے ایک وعدے کا وقت مقرر ہے جو تجھ سے ٹلایا نہیں جاسکتا" اس کو ایسی بیماری لگ گئی تھی کہ جو بھی اسے چھوتا اسے بھی اور ہاتھ لگانے والے کو بھی بخار چڑھ جاتا۔ کورونا وائرس بھی ایک ایسی متعدی بیماری ہے جو بھی متاثرہ شخص کو چھوتا ہے وہ بھی اس مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ واللہ اعلم

دجالی نظام اس دنیا میں اپنی بقا کے لئے زمین کی آبادی کو زیادہ سے زیادہ پچاس کروڑ انسانوں تک محدود کرنے کا منصوبہ بنا رہی ہیں۔ جس کے لئے وہ جنگوں، لڑائیوں، بیماریوں اور وباؤں کے ذریعے انسانوں کی تعداد محدود کرنا چاہتے ہیں، تاکہ ان سب کو کنٹرول کرنا اس کے لئے آسان ہو، خدا کی بندگی کرنے والا کوئی نہ ہو بلکہ سبھی شیطان کی پوجا کرنے والے ہی رہ جائیں، ٹریلر کے طور پر کورونا وائرس کو تجرباتی انداز میں سامنے لایا گیا۔ آپ اندازہ لگائیں تجارت، ٹرانسپورٹ وغیرہ بند کرنے کے ساتھ ساتھ تمام مذاہب کی عبادت گاہوں تک کو بھی بند کر دیا گیا، یہاں تک کہ حرمین شریفین بھی اس پابندی کے شکار ہو گئے۔ حالانکہ مکہ کو اللہ نے محفوظ و مامون قرار دیا ہے، جبکہ مدینہ وہ شہر ہے جس کے بارے میں نص موجود ہے کہ یہ ہر قسم کی وباؤں سے محفوظ رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: مدینہ کے راستوں پر فرشتے ہوں گے مدینے میں نہ طاعون داخل ہو سکے گا اور نہ دجال۔ (بخاری و مسلم)

امریکی ریاست جارجیا میں 1980 میں پتھروں کے چند بڑے سل نصب کئے گئے جس پر دنیا کی چھ زبانوں میں 10 مقاصد تحریر کئے گئے۔ ان میں پہلی بات یہ ہے کہ: "انسانی آبادی کی تعداد پچاس کروڑ تک باقی رکھو، جو فطرت کے ساتھ ہم آہنگ ہوں۔" اس کی مزید تحقیق اس لنک پر موجود ہے، عربی جاننے والے احباب استفادہ کر سکتے ہیں۔

https://ar.wikipedia.org/wiki/%D9%86%D8%B5%D8%A8_%D8%AC%D9%88%D8%B1%D8%AC%D9%8A%D8%A7_%D8%A7%D9%84%D8%BA%D8%A7%D9%85%D8%B6

یہ دجال کا منصوبہ ہے جس کے مطابق وہ دنیا میں اپنا نظام (شیطانی نظام) چلانے کے لئے ہر رکاوٹ دور کر دینا چاہتا ہے، چاہے اس کے لئے اسے اربوں انسانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانا پڑے۔ انسانیت کو جس لڑی میں وہ پرونا چاہتا ہے اس میں کثیر تعداد کی آبادی، مختلف مذاہب پر عمل کرنے والے خصوصاً مسلمان بڑی رکاوٹ ہیں، اس کا منصوبہ ہے کہ دنیا کی معیشت اس کے قابو میں ہو، لوگ ایک ہی زبان بولیں، ایک ہی کرنسی میں لین دین کریں، اس کے لئے کورونا وائرس کو بطور ٹیسٹ کیس استعمال کیا جا رہا ہے، اور اب یہ آوازیں اٹھنے لگی ہیں

کہ پیپر کرنسی "بائیولوجیکل وار" یعنی جراثیمی جنگ کا ایک بڑا ذریعہ ہے، اس لئے کارڈ کے ذریعے یا آن لائن نظام کے ذریعے ہی ہر شخص خرید و فروخت کرے، جس کے نتیجے میں پوری دنیا کی معیشت "ماسٹرز" کے قابو میں آجائے گی اور کسی بھی شخص کا اکاونٹ بلاک کیا جاسکے گا، جس کی نظیر "سِم کارڈ" کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ نیز یہ ہدف بھی ان کے سامنے ہے کہ کسی شخص پر کسی بھی مذہب کی پابندی نہ ہو، شادی وغیرہ کی جھنجھٹ سے انسانی معاشرہ "پاک" ہو۔ اللہ کی عبادت سے کھلے عام بغاوت ہو اور شیطان کی پوجا ہو۔

ان حالات نے ہمیں دجال کے دوور کی ایک جھلک یاد دلادی، آج جبکہ ہر شخص کو جان کا خطرہ ہے اور وہ اپنے گھر میں مقید ہو کر رہ گیا ہے (یا کر دیا گیا ہے) جبکہ گھر بھی محفوظ نہیں ہیں، بازار، راستے، مارکیٹیں یہاں تک کہ مساجد کو بھی خطرے کی نشانی بنادیا گیا ہے۔ شہر تو شہر دیہات تک متاثر ہیں۔ اور نظام کے جبر کی وجہ سے وہاں بھی سختی کی جارہی ہے۔ اندازہ لگائیں کہ جب دجال نکلے گا، اور اس کے نکلنے سے تین سال پہلے زمین بارش ی محتاج ہو گی، لوگوں کا بھوک وپیاس سے براحال ہو گا، ایسے میں ایک شخصیت جو "مصلح" کے روپ میں سامنے آتی ہے، وہ ہر اس چیز کی دستیابی کا دعویٰ کرے جس کی انسانوں کو ضرورت ہے لیکن اس شرط پر کہ اپنی وہ پونجی میرے حوالہ کرو جسے "ایمان" کہا جاتا ہے! تو ایسے موقع پر عام مسلمانوں کی کیا حالت ہو گی؟

ہر شہر کا وہ چکر لگائے گا، جبکہ لوگ دیوانہ وار اس پر ٹوٹ پڑ رہے ہوں گے، کون ہے جو اس آزمائش میں سرخ رو ہو سوائے اُس کے جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے اُس کے دشمنوں سے لڑتا ہو یا وہ شخص جو اپنی چراگاہ میں گوشہ نشین ہو اور اللہ کا حق ادا کرتا رہے۔ یہ بھی کتنے ہوں گے؟ مارکیٹوں میں خطرہ، راستے خطرناک، گھر بھی محفوظ نہیں، خطرہ جان کا نہیں ہو گا بلکہ ایمان کا ہو گا! ایسے میں اللہ ہی کی خصوصی نصرت ہی کام آئے گی۔

اس منصوبے کو پورا کرنے کے لئے یہودیوں نے دنیا کو اور خصوصا عالم اسلام کو جنگوں میں مبتلا کیا، کروڑوں انسان اس کی بھینٹ چڑے، خاندانی منصوبہ بندی کے ذریعے انسانوں کی نسل کشی کی گئی۔ انسانیت کے خاتمے کا ایک مرحلہ اس طرح عبور کیا، اس کے بعد مختلف وبائیں "ایجاد" کی گئیں، تاکہ بچے کچے لوگ اس کے ذریعے شکار کئے جائیں۔ یہ بات باعثِ حیرت ہو گی کہ بڑے وائرس لیبارٹریوں میں باقاعدہ تخلیق کئے گئے، اور انہیں انسانوں پر آزمایا گیا۔ اس کے بارے میں مولانا عاصم عمر صاحب کی کتاب "تیسری جنگِ عظیم اور دجال" پڑھنے کا لائق ہے، انہوں نے لکھا ہے:

> "قارئین کے لئے "ایلن کانٹ ویل" کی کتاب Aids and the Doctors of death; An inquiry into the origin of Aids Epedemic بہت مفید رہے گا۔ اس کینسر ریسرچ کے حوالے سے نیویارک سٹی، لاس اینجلس، اور سان فرانسسکو کی ہم جنس پرست آبادی میں ہیپاٹائٹس بی ویکسین کے ذریعے ایڈز پھیلانے کے منصوبے کو آشکارا کیا۔ افریقہ میں خسرہ

ویکسین کے ذریعے ایڈز کی وبا کیسے پھیلائی گئی؟ دستاویزی ثبوتوں کے ساتھ موجود ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ ایلن کانٹ ویل نے اس پورے منصوبے میں حکومت کے تعاون کو بھی ثابت کیا ہے۔ ڈاکٹر پیٹر ڈیوزبرگ یونیورسٹی آف کیلی فورنیا، برکلے میں بائیوکیمسٹری اور مالیکیولر بیالوجی کے پروفیسر اور دنیا کے معروف اور قابلِ احترام ریٹرو وائرلوجسٹ ہیں، ان کے ساتھی والٹر گل برٹ نوبل انعام حاصل کر چکے تھے۔ دونوں سائنسدانوں نے ایڈز کے حوالے سے اصل حقیقت منظر عام پر لائی تو ایک دم قابلِ نفرت ٹھہرے، انہیں دبایا گیا، اذیت ناک سلوک کیا گیا، اور تحقیق کے فراہم کیا جانے والا فنڈ روک لیا گیا۔"(برمودا تکون اور دجال ص ۱۷۵)

ایڈز کی طرح کورونا وائرس بھی دجال کا ہتھیار معلوم ہوتا ہے، یہ بات اتنی اہم نہیں ہے کہ اس منصوبے میں اس کا آلۂ کار کون سا ملک بنا؟ وہ موجودہ سیکولر نظام میں کسی کو بھی استعمال کر سکتا ہے۔ اس کا مقصد انسانیت کو اللہ سے باغی کر کے شیطان کا پجاری بنانا ہے، لیکن اس کے باوجود وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو گا، ہم وہی کہیں گے جو دجال (ابن صیاد) کے سامنے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: اِخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَکَ، دفع ہو جا تو ہرگز اپنے مقام سے آگے نہیں بڑھ سکے گا۔

موجودہ حالت میں پریشانی کی بجائے اللہ سے امید کی ضرورت ہے، ابھی تو ان شاء اللہ اس شخصیت نے تشریف لانا ہے جس نے امت کی عظمتِ رفتہ بحال کرنی ہے، خلافت کا قیام اور بیت المقدس سمیت تمام مقبوضات کی آزادی ہو گی، اور دین و اہلِ دین غالب ہوں گے جبکہ کفر اور کافر مغلوب و مقہور۔